جنون

کے۔ کے۔ سنگھ۔ مسک

جُنون

مئینک اکبرآبادی

یہ جانتے ہوئے بھی کہ مینک اُردو شاعری میں نووارد ہیں اور اُردو شاعری کے شہریاروں نیز اُردو غزل کے محافظوں کا مجموعۂ کلام بھی فروخت نہیں ہوتا۔ ہم نے یہ RISK اس لیے لیا ہے کہ اُردو شاعری میں ہندی کے ایک کوی کی آمد کو لبیک کہا جا سکے۔

ہمیں یقین ہے کہ مینک کا یہ مجموعۂ کلام جُنون یقیناً اردو حلقوں میں مقبولیت پائے گا ———— ادارہ

جنون

مینک اکبرآبادی

اشاعتِ اول
اگست ۱۹۸۴ء ــــــــــــ ایک ہزار

ناشر
ماہنامہ شانِ ہند فلیٹ ۸ انصاری مارکیٹ دریا گنج
نئی دہلی ۲

طباعت
جمال پرنٹنگ پریس دہلی ۶

قیمت
دس روپے

عرضِ ناشر

کرشن کمار سنگھ مینک ۴ ستمبر ۱۹۴۴ء کو موضع پڈراری ضلع متھرا (یو۔ پی) میں پیدا ہوئے آپ کے والدِ محترم شری ایشوری پرشاد اور والدہ محترمہ نرائینی دیوی اپنے لختِ جگر پر جس قدر بھی ناز کریں کم ہے کرشن کمار سنگھ نے بارہ بنکی۔ سلطان آباد۔ بلند شہر میں ابتدائی ہی تعلیم خصوصی درجوں میں حاصل کرنے کے بعد سینٹ جونس کالج آگرہ سے ایم۔ اے امتیازی درجے میں پاس کرنے کے بعد آگرہ سے ہی ایل ایل بی کیا۔ اور ۱۹۶۹ء میں انھیں ریلوے میں ٹریکل آفیسر کی ملازمت مل گئی۔ آپ نے انتہائی ایمانداری۔ محنت۔ اور دیانت داری سے اپنے فرائضِ منصبی کو بطریق احسن نبھاتے ہوئے ترقی کی منازل طے کیں اور اس وقت آپ ویسٹرن ریلوے میں سینیئر ڈی سی۔ ایس ہیں۔

آپ کو ہندی کویتا کا شوق زمانۂ تعلیم سے ہی تھا اور آپ کی ہندی شاعری کے تین مجموعے 'کچھ گیت انام کے نام' 'جذبۂ عشق' اور 'مینکؔ کی غزلیں' بہترین انداز میں شائع ہو کر مقبولیت پا چکے ہیں۔

مینکؔ (بمعنی چاندؔ) اردو کو ملک کی ایک شیریں اور عام فہم زبان سمجھتے ہیں اور اردو اس روانی سے شین۔ قاف درستگی کے ساتھ بولتے ہیں کہ عام اردو لکھے پڑھے اُن کے سامنے طفلِ مکتب کی حیثیت

رکھتے ہیں۔ اُردو کی مقبولیت نے مینک صاحب کو بھی اُردو شاعری کے میدان میں آنے کے لیے اُکسایا اور دو سال قبل جب میں رتلام کے ایک مشاعرہ میں شریک ہوا تو مینک صاحب نے اُردو شاعر کی حیثیت سے مشاعرہ میں کلام سُنایا اور اُن کا عام فہم سلیس زبان میں کلام اس قدر مقبول ہوا کہ سامعین نے اُن سے کئی غزلیں سُنیں۔

چنانچہ اُن کے اردو کلام کی مقبولیت کا بیّن ثبوت ہے کہ شنکر شمبھو ایسے مشہور زمانہ قوال بھی اُن کا کلام اکثر محفلوں میں گاتے ہیں (افسوس کہ شنکر صاحب انتقال فرما گئے) سعید صابری جے پوری عزیز شاداں۔ عزیز نازاں۔ احمد حسین محمد حسین اور دیگر کئی مشہور قوال بھی مینک صاحب کی عام فہم غزلیں گا کر اکثر و بیشتر محفلوں میں داد پاتے ہیں۔

آکاش وانی سے بھی آپ کی غزلیں عام طور پر نشر ہوتی رہتی ہیں کیونکہ ان کی کئی غزلیں آکاش وانی نے منظور کر رکھی ہیں۔ ٹیلی ویژن سے بھی آپ کا کلام اکثر مرتبہ ٹیلی کاسٹ ہوتا ہے۔ بمبئی کے مشہور رسائل و جرائد انقلاب۔ تنویر اور قومی آواز نیز ملک کے دیگر رسائل و جرائد میں مینک صاحب کا کلام جگہ پاتا ہے۔ مینک صاحب کی رفیقۂ حیات شریمتی سروج کا ذکر اگر نہ کیا جائے تو مینک صاحب کی شاعری خواہ وہ ہندی میں ہو یا اُردو میں قطعاً بے لطف ہو کر رہ جائیگی کیونکہ مینک صاحب کی شاعری کی اصل رُوح وہی ہیں۔

ودّیا پرکاش سرور تونسوی

انتساب

برادرِ مکرم و محترم جناب مہیش چندر کردم جنھوں نے میرے بچپن سے مجھے اپنے ساتھ رکھا پڑھایا لکھایا اور پالا پوسا میں اپنا اردو کا یہ پہلا شعری مجموعہ انھیں کے نام نامی سے معنون کرتا ہوں۔

کرشن کمار سنگھ ٹینک

خداوندا مجھے ذوقِ جنوں ایسا عطا کر دے
مِری دیوانگی پر عظمتِ دار و رسن جاگے

(نامعلوم)

محبّت رنج و غم کا ایک ایسا ساز ہے یارو
جو دیتا ہے صدا بھی اور بے آواز ہے یارو

بُجھا دیتے ہیں اہلِ بزم اس کو صُبح ہوتے ہی
یقیناً شمع کے سینے میں کوئی راز ہے یارو

ادائے حُسن پہ جو اپنی ہستی کو مٹاتا ہے
زمانے میں وہی تو عاشقِ جاں باز ہے یارو

بہاروں میں قفس کو لے اُڑا جو جانبِ گلشن
پرندہ بس وہی تو صاحبِ پرواز ہے یارو

ہمارے ساتھ تھوڑی دُور ہی اُڑ کر ذرا دیکھیں
جسے بھی طاقتِ پرواز پر کچھ ناز ہے یارو

گلِ نورس نہ ہنسے گا تو یہ ویراں ہوگا
اُجڑا اُجڑا سا محبّت کا گلستاں ہوگا

جھانک کر آپ مرے دل میں ذرا دیکھیں تو
آپ کا درد لیئے دِل کا ہر ارماں ہوگا

آپ جو مجھ پہ ذرا چشمِ کرم فرما دیں
ہر نفس میرا مرے درد کا درماں ہوگا

زندگی اپنی جو وحشت میں بدل ڈالوں گا
پھر زمانے کو سمجھنا مجھے آساں ہوگا

ہم بتا دیں گے محبّت کا تقاضہ کیا ہے
چاک اک دن اے مینک اپنا گریباں ہوگا

رات بھر جو درد کی لَے پر غزل گاتا رہا
اس کو شاید غم تری فرقت کا تڑپاتا رہا

ایک لمحہ بھی سکوں پایا نہ تیرے ہجر میں
میں تو دل کو ہر طرح ہر بار سمجھاتا رہا

وعدہ کر کے تو نہ آیا اس کا کوئی غم نہیں
تیرا وعدہ یاد مجھ کو بار بار آتا رہا

جب مرے ارماں بھرے دل پر گری تھیں بجلیاں
گلشنِ ہستی کا اک اک پھول مرجھاتا رہا

چھیڑ کر سازِ محبت بزمِ ہستی میں مینک
پیار کے نغمے ہمیشہ دِل مرا گاتا رہا

کیوں ہیں یہ بدلے ہوئے حالات کچھ فرمایئے
ہو گئی کیا خاص کوئی بات کچھ فرمایئے

بگڑے تیور سُرخ عارض کہہ رہے ہیں داستاں
اور کیوں بھڑکے ہیں یہ جذبات کچھ فرمایئے

وصل کی شب آپ کیوں خاموش ہی بیٹھے رہے
کیوں نہ ہونے پائی کوئی بات کچھ فرمایئے

مَیں بھی چُپ ہوں آپ بھی خاموش سا کن ہیں مینک
کس طرح ہو گی بسر یہ رات کچھ فرمایئے

گلچیں کی شرارت ہے یا برق کی سازش ہے
کیوں آج سرِ گلشن شعلوں کی نمائش ہے

آسودۂ غم مجھ سا ہو اور کوئی کیوں کر
کچھ لطف ہے گردوں کا کچھ اُن کی نوازش ہے

تُم نے تو سرِ محفل دِل توڑ دیا میرا
یہ طرزِ ستم ہے یا اندازِ ستائش ہے

اس دَورِ کشاکش میں کیا ذکر مسرّت کا
آہوں پہ ہے پابندی نالوں پہ بھی بندش ہے

مہکا ہوا گلشن ہے زخموں سے محبّت کے
سینے میں میتنگ اپنے پھولوں کی نمائش ہے

وہ پہلو میں مرے آجائیں گے پیغام آیا ہے
کسی سے اب نہیں شرمائیں گے پیغام آیا ہے

بہت تڑپایا لیا ترسا لیا آغازِ اُلفت میں
مگر اب وہ نہیں تڑپائیں گے پیغام آیا ہے

محبت کس کو کہتے ہیں محبت کیسی ہوتی ہے
یہ نقشہ آج وہ دکھلائیں گے پیغام آیا ہے

مری غزلیں مرے اشعار اب بھانے لگے اُن کو
مری محفل میں بھی وہ آئیں گے پیغام آیا ہے

جنہیں بزمِ تصور میں بلاتا ہوں جبتک اکثر
خیالوں پر مرے چھا جائیں گے پیغام آیا ہے

تم گئے کیا باغ سونا کر گئے .....
شاخ کے سب پھول پتے جھڑ گئے

آ گئے جو تیری بزمِ ناز تک
لوٹ کر پھر وہ نہ اپنے گھر گئے

لائیں گے وہ لوگ کیا رنگینیاں
گردشِ افلاک سے جو ڈر گئے

جب بدلتے وقت کا خنجر چلا
وار کچھ تو سہہ گئے کچھ مر گئے

خوشبوؤں میں بس گئیں سانسیں مہک
دل کی راہوں سے وہ کیا ہو کر گئے

وفا کے دیپ میں کب سے جلائے بیٹھا ہوں
چلے بھی آؤ کہ راہیں سجائے بیٹھا ہوں

مری وفا کا صلہ دیں گے وہ وفا سے مجھے
یہی اُمید میں اُن سے لگائے بیٹھا ہوں

جو زخم تم نے دیئے تھے وہ نقش ہیں دل پر
سہارا جینے کا اُن کو بنائے بیٹھا ہوں

تمہاری راہ میں ہر گام روشنی کے لیئے
چراغ آنکھوں کے کب سے جلائے بیٹھا ہوں

پڑا جو وقت تو آیا نہ کام کوئی میتنک
ہر ایک دوست کو مَیں آزمائے بیٹھا ہوں

کسی کی بات کا ہرگز نہ کچھ اثر لوں گا
لگے گی تم پہ جو تہمت وہ اپنے سر لوں گا

نظر جب آتے گی بدلی ہوئی نگاہ تری
تو اپنے خون سے خود اپنا جام بھر لوں گا

نہ ہونے دوں گا سرِ بزم میں تمہیں رُسوا
فسانے عشق کے سب اپنے نام کر لوں گا

تو وعدہ کرکے بھلا دے تری خوشی میں تو
سرِ بہار کسی گُل کو پیار کر لوں گا

مینکؔ اُن کے تصوّر میں ڈوب کر میں بھی
سرِ بہار کسی گُل کو پیار کر لوں گا

گستاخیِ نگاہ کو اب بھول جائیے
کہنا ہے رازِ دل کا ذرا پاس آئیے

یہ دَورِ دشمنی کا نہیں دوستی کا ہے
ہر گام پر چراغِ محبت جلائیے

دیتی ہے صبح نو یہی پیغام بار بار
اس حُسنِ پُر بہار کے قُربان جائیے

کب سے بچھی ہے مسندِ دل آپ کے لئے
آکر کبھی تو بزم کی رونق بڑھائیے

جینا ہے اس جہاں میں اگر تم کو اے میتنک
کل جو ہوا تھا آج اُسے بھول جائیے

رُخ سے نقاب اپنے اُٹھاتا نہیں کوئی
بجلی ہمارے دل پہ گراتا نہیں کوئی

اس طور اشکِ غم تو بہاتا نہیں کوئی
یوں دولتِ خلوص لُٹاتا نہیں کوئی

بیٹھے ہیں سہمے سہمے سبھی لوگ بزم میں
کیا حادثہ ہوا ہے بتاتا نہیں کوئی

جب سے مرے چمن کی بہاریں جواں ہوئیں
کر کے اشارے ہم کو بُلاتا نہیں کوئی

آجائیے میٹنگ بُلاتا ہے آپ کو
بزمِ حیات روز سجاتا نہیں کوئی

جس پہ تیری نظر گئی ہو گی
اُس کی قسمت سنور گئی ہو گی

زندگانی سنور گئی ہو گی
پیار میں جو گزر گئی ہو گی

چاند بدلی میں چھپ گیا ہو گا
زُلف رُخ پر بکھر گئی ہو گی

پُرسشِ غم کو اُن کے آنے پر
غم کی ندّی اُتر گئی ہو گی

روز کھا کھا کے دل پہ زخم مینکؔ
آرزو کب کی مر گئی ہو گی

حسین رات ہے میرے قریب آجاؤ
وفا کا واسطہ میرے حبیب آجاؤ

مرے نصیب کے بس ایک ہو تمہیں مالک
جگانے آج تو میرا نصیب آجاؤ

بجز تمہارے مرا کون ہے زمانے میں
پکارتا ہے تمہیں یہ غریب آجاؤ

حضور آپ کا بیمار ہوں خدا کی قسم
تم ایک بار تو بن کر طبیب آجاؤ

میتفک آج تمہیں دے رہا ہے جانِ وفا
وفا کا واسطہ میرے قریب آجاؤ

سب سے کیا خود سے بھی دامن کو بچانا ہوگا
تیری اُلفت میں ہزاروں کو بھلانا ہوگا

کیا خبر تھی کہ کبھی آئے گی ایسی بھی گھڑی
نام لکھ لکھ کے ترا خود ہی مٹانا ہوگا

کیا خبر تھی کہ زمانے کو بھلا کر اے دوست
دل کے مندر میں فقط تجھ کو بٹھانا ہوگا

یاد ہے اُس کا وہ ہنستے ہوئے کہنا اب تک
میرا ہر ناز تجھے ہنس کے اٹھانا ہوگا

اے متنگ اور کہاں چھوڑ کے جائے گا یہ
درد کو میرے ہی گھر لوٹ کے آنا ہوگا

رسمِ دُنیا کے حصاروں سے نکل کر آئیں
آپ آئیں تو اس عادت کو بدل کر آئیں

دردِ فُرقت تو نہیں دیتا ہے پل بھر آرام
غم کے مارو چلو کچھ دُور ٹہل کر آئیں

کون جانے ہمیں کل وقت کہاں لے جائے
دو قدم آج ترے ساتھ تو چل کر آئیں

اب تو برداشت نہیں ہوتی ہے سوزشِ دل کی
آؤ بھی آؤ اس آتش کو اُگل کر آئیں

خود مرے بس میں نہیں ہے دلِ دیوانہ
اے مینک ان سے یہ کہہ دو کہ سنبھل کر آئیں

نظر نواز ستاروں میں تم سمائے ہو
چمن کی مست بہاروں میں تم سمائے ہو

نہیں ہے میرا سہارا کوئی تمہارے بغیر
سہارا دیکے سہاروں میں تم سمائے ہو

تمہارا عکس ستاروں میں جھلملاتا ہے
کہ آسماں کے ستاروں میں تم سمائے ہو

بچا لو اب تو مرا یہ سفینۂ ہستی
بھنور میں میں ہوں ستاروں میں تم سمائے ہو

میں تک ڈھونڈتا پھرتا ہے ہر بشر میں تمہیں
سنا ہے جب سے کہ ساروں میں تم سمائے ہو

اُن کا شباب ایک ندی کا چڑھاؤ ہے
لیکن حیات کی ذرا کمزور ناؤ ہے

معصومیت کا دعویٰ باطل نہ کیجئے
شاہد ترے ستم کا مرا گھاؤ ہے

جس دن سے تم نے چشمِ کرم ہم سے پھیر لی
اُس دن سے زندگی میں ہماری تناؤ ہے

صبر و سکون تاب و تواں بہہ گئے ہیں سب
دریائے وقت کا یہاں ایسا بہاؤ ہے

مرہم لگائے کون مرے زخم پر میننک
جس کا نہیں علاج یہ ایسا گھاؤ ہے

پیار مہنگا دشمنی سستی ہوئی
اُف رے انساں کیا تیری ہستی ہوئی

تم مرے دل سے نکل کر کیا گئے
آج ویراں دِل کی یہ بستی ہوئی

آپ نے میرا اُڑایا ہے مذاق
آج سے رسوا مری مستی ہوئی

چھوڑ کر منجدھار میں وہ چل دیے
نذرِ طوفاں پھر مری کشتی ہوئی

شرم سے ہم پانی پانی تھے مینک
زندگی جب مائلِ پستی ہوئی

حُسن والے بہت ستاتے ہیں
بس ہمیں خاک میں ملاتے ہیں

جذبۂ غم کی خیر ہو یا رب
اشک آنکھوں میں آئے جاتے ہیں

پہلے ہم سے نظر ملاتے تھے
آج آنکھیں ہمیں دِکھاتے ہیں

عشق میں غم ہی غم ملیں گے تجھے
سب یہی داستاں سُناتے ہیں

پیار کی آگ بجھ نہیں سکتی
پھر میتنگ اشک کیوں بہاتے ہیں

اشک آنکھوں سے مری جب کبھی نکل جاتے ہیں
کئی دیپک شبِ تاریک میں جل جاتے ہیں

تو حقیقت سے بہلتا نہیں لیکن اے دِل
لوگ مٹی کے کھلونوں سے بہل جاتے ہیں

خشک پتّوں کی کھنک کان میں جب آتی ہے
اُن سے ملنے کے لئے گھر سے نکل جاتے ہیں

جب کبھی ہوتے ہیں وہ میرے تصوّر میں مکیں
کتنے ارمان مِرے دل میں مچل جاتے ہیں

ایک میٹھی سی کسک ہوتی ہے سینے میں مینک
تیر نظروں کے مرے دل پہ جو جل جاتے ہیں

آپ بے داد پہ بے داد کئے جاتے ہیں
ہم تو فریاد پہ فریاد کئے جاتے ہیں

جانے کیوں لوگ مرے پیار کی نندا کر کے
زندگانی یوں ہی برباد کئے جاتے ہیں

جو ترے ساتھ گزارے تھے بہاروں میں کبھی
اُن حسیں لمحوں کو ہم یاد کئے جاتے ہیں

اُن کی یادوں کے گلابوں سے سرِ شام مینک
دل کی دُنیا کو ہم آباد کئے جاتے ہیں

یوں کوئی بے نقاب آیا ہے
جیسے اک ماہ تاب آیا ہے

جن کو آنا تھا وہ نہیں آئے
اُن کے آنے کا خواب آیا ہے

اُن سے ملنے کی ہے لگن دل میں
آج جن پر شباب آیا ہے

میرے اظہارِ عشق پر یارو
آج ان کو حجاب آیا ہے

اے میتنک ان کی ہر ادا پہ ہمیں
پیار کچھ بے حساب آیا ہے

نہیں ہو تم تو دلِ زار کو قرار نہیں
چمن میں پھول کھلے ہیں مگر بہار نہیں

وفا کی راہ میں کلیوں سے زخم کھلئے ہیں
چمن میں کوئی بھی گُل میرا غمگسار نہیں

تمہارے عشق میں یہ حال ہو گیا ہے کہ اب
ہمارے دل پہ ہمارا ہی اختیار نہیں

ازل سے ایک ہی صورت کا میں ہوں شیدائی
میتنگ دامنِ دل میرا داغ دار نہیں

دِل نے یہ کہا اُن سے کوئی کام نہیں ہے
لیکن اسے پھر بھی کہیں آرام نہیں ہے

اُن سے بھی شکایت نہیں بربادیِ دل کی
اور اپنے مقدّر پہ بھی اِلزام نہیں ہے

یہ شام بھی کیا شام ہے تم ساتھ ہو میرے
اِس شام سے رنگین کوئی شام نہیں ہے

تم پاس بٹھاتے ہوئے شرماتے ہو جس کو
دُنیا میں مینک اتنا تو بدنام نہیں ہے

ہے عشق کیا یہ سمجھ جاؤ گے کبھی نہ کبھی
ہمارے پاس تو تم آؤ گے کبھی نہ کبھی

سیاہ رات میں مل جائے گا ہمیں رستہ
جو چاند بن کے نظر آؤ گے کبھی نہ کبھی

کبھی تو ہوگا زمانے پہ رازِ عشق عیاں
تم اپنے آپ سے شرماؤ گے کبھی نہ کبھی

اسی طرح جو تصوّر میں روز آتے رہے
مرے خیالوں پہ چھا جاؤ گے کبھی نہ کبھی

نگاہِ دوست کی زد میں رہو گے تم جو مینک
چمکتا آئینہ بن جاؤ گے کبھی نہ کبھی

منظر تمام ذہن سے روپوش ہو گئے
لمحے وہ زندگی کے کہاں آج کھو گئے

ان پر تو یہ گمان بھی مجھ کو نہ تھا کبھی
وہ بھی دُکھا کے دِل مری آنکھیں بھگو گئے

صدیوں سے منتظر تھا نہ وہ آئے آج تک
ارمان جاگ جاگ کے سب دل میں سمو گئے

دامن سے دُھل گئے سبھی شکووں گلوں کے داغ
تربت پہ میری آکے جو تم آج رو گئے

اب اے میننک کچھ بھی ہو انجامِ زندگی
ہم تو کسی کے عشق میں دیوانہ ہو گئے

ہو گئی ہیں دُور سب رعنائیاں سُن لیجئے
زندگی میں بس گئیں تنہائیاں سُن لیجئے

ڈوبا ڈوبا سا مرا دل آج کل رہنے لگا
اور گہری ہو گئیں گہرائیاں سُن لیجئے

کوچۂ جاناں سے اُٹھ کر ہم نہ جائیں گے کہیں
غم نہیں ہے ہوں اگر رُسوائیاں سُن لیجئے

ایک ملنے کے لئے آ کر تصوّر میں مرے
بج رہی ہیں دل میں جو شہنائیاں سُن لیجئے

اب ترستا ہے سکونِ دل کی خاطر یہ میتنک
دشمنِ جاں بن گئیں رعنائیاں سُن لیجئے

اے دلِ ناداں کوئی غم نہ کر
گزری باتیں بھول جا ماتم نہ کر

ایک دن منزل قریب آجائیگی
حوصلوں کو اپنے ہرگز کم نہ کر

دل کو لیکر دردِ دل ہم کو نہ دے
دوستی میں دشمنی ہمدم نہ کر

ان کو منزل مل گئی اچھا ہوا
اپنے گم ہونے کا کوئی غم نہ کر

عاشقی پر حرف آئے گا مبینک
اِس طرح تو شکوۂ بیہم نہ کر

کسی بھی پھول کا اب بانکپن اچھا نہیں لگتا
نہ جانے کیوں ہمیں اب یہ چمن اچھا نہیں لگتا

سزا دینے کا اب کوئی نیا انداز اپنا ؤ
کہ یہ ہنگامۂ دار و رسن اچھا نہیں لگتا

یہ کیسا زہر پھیلا چار سُو فرقہ پرستی کا
کہ اب تو ہم وطن کو ہم وطن اچھا نہیں لگتا

کوئی پُر جوش نغمہ چھیڑ اے دل سازِ ہستی پر
مُسلسل یہ سکوتِ انجمن اچھا نہیں لگتا

مینکؔ اہلِ جہاں کو جو نہ درسِ زندگی بخشے
مجھے کچھ ایسا اندازِ سخن اچھا نہیں لگتا

یہ کیسا آج دورِ آسماں ہے
جو کل تھا مہرباں نامہرباں ہے

نہ چھیڑ اے باغباں ذکرِ بہاراں
گلوں میں شانِ رعنائی کہاں ہے

بہاروں پر خزاں کا ہے تسلّط
یہ کن ہاتھوں میں نظمِ گلستاں ہے

سمجھ لیں بلبلیں انجامِ غفلت
کہ اب زد میں انہیں کا آشیاں ہے

زمانہ پھول چنتا جائے لیکن
مینک اب چپ زبانِ باغباں ہے

محبت میں ملا جو غم ہمیں وہ جی سے پیارا ہے
جنہیں خوشیاں نہیں ملتیں انہیں غم کا سہارا ہے

عجب دستورِ دنیا ہے سمجھ میں کچھ نہیں آتا
غموں نے جن کو چھوڑا ہے انہیں خوشیوں نے مارا ہے

بڑی لذت ہے اس دردِ محبت میں جہاں والو
تڑپنا پیار میں ہو تو ہمیں وہ بھی گوارا ہے

عجب دیوانگی ہے پیار کی راہوں میں اے یارو
جدھر نظریں اٹھاتا ہوں اُدھر اُن کا نظارہ ہے

جن آنکھوں نے پلا دی ہے محبت کی شراب ہم کو
مینک اب زندگانی میں اُن آنکھوں کا سہارا ہے

ہمیں نگاہِ کرم سے نہ دُور تم کرنا
نہ اپنے حسن پہ اتنا غرور تم کرنا

تمہارے عشق میں ہم اپنی جاں دیدیں گے
کہ امتحان ہمارا ضرور تم کرنا

تمہاری آنکھوں میں مَیں نے سُرور دیکھا ہے
مری نگاہ میں پیدا سُرور تم کرنا

تمہارے چاہنے والوں میں ہم بھی شامل ہیں
نہ دل سے چاہنے والوں کو دُور تم کرنا

تمہارے دَر سے ہزاروں نے فیض پایا ہے
میٹنگ پر بھی عنایت ضرور تم کرنا

پاس آکر دُور کیوں اب جا رہے ہیں اے حُضور
بے سبب دل کیوں مرا تڑپا رہے ہیں اے حُضور

ہم تمہارے عشق میں ہستی مٹا دیں گے جنابؐ
آزمائش میں ہمیں کیوں لا رہے ہیں اے حُضور

بات کوئی ہے کہ جس کی فکر دامن گیر ہے
سامنے آنے سے کیوں گھبرا رہے ہیں اے حضور

یہ محبت کا اثر ہے یا ادائے فکر ہے
جام کیوں آنکھوں کے یوں چھلکا رہے ہیں اے حُضور

آپ کی قربت سے ہے زندہ زمانے میں مینک
دُور میری بزم سے کیوں جا رہے ہیں اے حُضور

نقابِ رُخ اُٹھا کر جب کوئی پہلو بدلتا ہے
تو یوں لگتا ہے جیسے صبح دم سورج نکلتا ہے

یہ کیسے لوگ ہیں چہرے پہ چہرے کیوں لگاتے ہیں
کہیں پر چہرے بدلنے سے کسی کا دِل بدلتا ہے

کسی کی مُسکراہٹ میرے جینے کا سہارا ہے
مگر ذکرِ تبسّم ہی سے اب یہ دِل دہلتا ہے

تمہاری جستجو میں آنکھ بھی پتھرا گئی میری
مگر دیکھو کہ آنسو بن کے یہ پتّھر پگھلتا ہے

میئنک اب تم بدلتے وقت میں خود کو بدل ڈالو
بہاروں میں ہر اک سُوکھا شجر کپڑے بدلتا ہے

نظر میں آپ کی تصویر جب سمائی ہے
مری حیات اندھیروں میں جگمگائی ہے

تمہاری یاد کا چھایا ہُوا تھا ایسا نشہ
ہماری یاد بھی ہم کو کبھی نہ آئی ہے

دُھواں اُٹھا ہے محبّت کے آشیانے سے
کسی نے آگ یہاں جان کر لگائی ہے

چمن کی شام ہے ساغر ہے اور مینا ہے
یہ کس کی یاد میں بزمِ طرب سجائی ہے

زمانہ لاکھ شکایت کرے تو کیا شکوہ
میتنگ ہم نے تو رسمِ وفا نبھائی ہے

جنونِ عشق میں خود کو بھلائے بیٹھے ہیں
ازل سے ہم تو یہ ہستی مٹائے بیٹھے ہیں

تمہاری راہ کی ظلمت مٹانے ہی کو ہم
مثالِ شمع دِل اپنا جلائے بیٹھے ہیں

عجب نگاہوں سے دیکھا ہے مجھ کو محفل میں
نظر مِلا کے مرا دِل چُرائے بیٹھے ہیں

جفا پرست سے کیوں کر وفا کی ہو اُمید
ہزار بار انہیں آزمائے بیٹھے ہیں

ہےننگ اب کوئی ہم کو نہ دے فریبِ وفا
فریب سینکڑوں اُلفت میں کھائے بیٹھے ہیں

شور میں تنہائیوں میں جی لئے
اہلِ دل رسوائیوں میں جی لئے

اوڑھ کر ماضی کی یادوں کا کفن
زخم کی گہرائیوں میں جی لئے

توڑ کر ہم تو طلسم زندگی
درد کی تنہائیوں میں جی لئے

موت سے وہ کیا ڈریں گے جو تری
دلربا انگڑائیوں میں جی لئے

کیا کرم کی بھیک مانگیں اے مینک
جب ستم آرائیوں میں جی لئے

دلِ ناشاد کو دے کر تسلّی شاد کرتے ہیں
تمہاری یاد سے دُنیائے دل آباد کرتے ہیں

تمہارے تذکرے عُنوان بن کے آئے غزلوں میں
مرے اشعار سُن کر اہلِ فن بھی صاد کرتے ہیں

وہی شکوہ کیا کرتے ہیں جو کم ظرف ہوتے ہیں
جو اہلِ ظرف ہوتے ہیں وہ کب فریاد کرتے ہیں

انہیں کی زندگی پر زندگانی رشک کرتی ہے
کسی کے عشق میں جو زندگی برباد کرتے ہیں

عجب ہے رشتۂ اُلفت گُلستاں سے میتنک اپنا
قفس میں رہ کے بھی ہم تو چمن کو یاد کرتے ہیں

کسی کو قصۂ غم اب نہ ہم سُنائیں گے
ہزار غم ہوں مگر پھر بھی مسکرائیں گے

چلے بھی آیئے ان جھلملاتی آنکھوں میں
کہ ہم بھی راہوں میں فرشِ نظر بچھائیں گے

وفا کی راہ میں دُشواریاں ہوں لاکھ مگر
بڑھانے والے تو آگے قدم بڑھائیں گے

ہزار پردوں میں کرلیں گے دید کا ساماں
ہم اپنی بزمِ تصوّر کو یوں سجائیں گے

ہمارے بعد بھی دُنیا نہ ہم کو بھُولے گی
میّنک ایسے بھی کچھ کام کر کے جائیں گے

غموں کے سائے میں جی کر یہی ہم نے تو جانا ہے
جہاں میں زندگانی موت ہی کا اک بہانہ ہے

مقامِ زندگانی کو سمجھ پایا نہیں کوئی ..
مِلے گی کس جگہ یہ اور کہاں اِس کا ٹھکانہ ہے

ہمیں خوشیوں کے سانچے میں غموں کو ڈھالنا ہوگا
کہ اب رنج و الم کی بھیڑ میں بھی مُسکرانا ہے

ہزاروں تہمتیں لینی پڑیں گی اپنے سر ہم کو
محبّت کا ہمیشہ ہی سے دُشمن یہ زمانہ ہے

نہیں ہے اب علاوہ موت کے اس کا کوئی ساتھی
میننک اک عاشقِ ناکام ہے غم کا نشانہ ہے

ہے کدھر ہے کدھر ہے کدھر
آ اِدھر آ اِدھر آ اِدھر
فصلِ گُل کا تقاضہ ہے یہ
پیار کر پیار کر پیار کر
لے کے آتی ہے پیغامِ غم
ہر سحر ہر سحر ہر سحر
عمر بھر مَیں بھٹکتا رہا
در بدر در بدر دربدر
جانے کیوں مجھ کو پیارا لگے
ہر بشر ہر بشر ہر بشر
میرا سایہ ہی ہے اب مرا
ہم سفر ہم سفر ہم سفر
جستجو ہے کسی کی ہینگنگ
رہِ گزر رہِ گزر رہِ گزر

ہر قدم راہِ وفا میں ساتھ چل
اے مری روحِ غزل جانِ غزل

جام میں ہے ایسے ترا عکسِ رُخ
مُسکرائے جھیل میں جیسے کنول

تو کہے تو وقت کا رُخ موڑ دوں
تیری پیشانی پہ کیوں آئے ہیں بل

سو برس کی زندگی بیکار ہے
قیمتی ہے پیار کا بس ایک پل

وقت کا یہ ہے تقاضا اے متینؔ
ہوش میں آ کیوں بہکتا ہے سنبھل

گزرتی ہے جو وہ بتائی نہ جائے
تری یادِ دل سے بھلائی نہ جائے

محبت میں اپنی جو حالت ہوئی ہے
کسی کو وہ اے دل بتائی نہ جائے

ہے دامن شکستہ تو تلووں میں کانٹے
جنوں کی یہ حالت دکھائی نہ جائے

یہ تصویرِ جاناں جو دِل میں بسی ہے
تصوّر سے اب تو ہٹائی نہ جائے

محبت ہماری جو ظاہر ہوئی ہے
میننک اب چھپائے چھپائی نہ جائے

مری آنکھوں میں ہیں آنسو رو رہا ہے من مرا
تک رہا ہے مُنہ عجب انداز سے ساون مرا

مَیں وہ بربادِ محبّت ہوں تمہاری راہ میں
بس مری پہچان ہے یارو پھٹا دامن مرا

تُم جو چاہو مجھ کو سمجھو یا کہو کچھ غم نہیں
صورتیں اصلی دِکھاتا ہے مجھے درپن مرا

کیا بہاریں بھی اُنہیں کے ساتھ رخصت ہو گئیں
آج سُونا لگ رہا ہے کیوں مجھے گُلشن مرا

مَیں جواں ہو کر ہُوا رُسوائے عالم اے متینؔ
آج مجھ کو یاد آتا ہے بہت بچپن مرا

صبا جو کوچۂ جاناں سے خوشگوار آئی
خزاں کا دور چمن سے گیا بہار آئی

عجیب بات ہے جاتی ہے پھر وہی دُنیا
ہزار بار جہاں سے ذلیل و خوار آئی

کلی سے چھیڑ ادھر ہے اُدھر گلوں سے مذاق
بکھیرتی ہوئی کیا شوخیِ بہار آئی

مری نگاہ جو بے نور ہو گئی ہے تو کیا
کسی کی جلوہ گہہ ناز تو سنوار آئی

کبھی تو چاک گریباں ہوا کبھی دامن
بہار کب یہ مینک ہم کو سازگار آئی

غموں میں سیکھ لے تُو مُسکرانا
سفر ہو جائے گا تیرا سُہانا
نہ دے گا ساتھ کوئی اس جہاں میں
کسی کو بھی نہ حالِ دل سُنانا
تجھے پاسِ وفاداری اگر ہے
کسی سے سیکھ لے وعدہ نبھانا
جو سچی بات ہے سچ ہی رہے گی
بہانوں کو پڑے گا منہ چھپانا
میتنک اپنا زمیں پر کون ہوگا
فلک میں ڈھونڈ لو اپنا ٹھکانا

جو اُن کا نظارا کرتے ہیں
آہوں سے گزارا کرتے ہیں

گلشن ہی نہیں صحرا میں بھی
ہم تیرا نظارا کرتے ہیں

ہم تیری خاطر جانِ ادا
کیا کیا نہ گوارا کرتے ہیں

اے بھولنے والے ہم تجھ کو
ہر وقت پکارا کرتے ہیں

قابو میں رکھیں دل کیسے مینک
وہ روز اشارا کرتے ہیں

ہم بھی موجِ رواں تلاش کریں
بندہ پرور کہاں تلاش کریں

آؤ ہم حفظِ آشیاں کے لئے
چرخ پر بجلیاں تلاش کریں

آؤ خوشیوں کی تیز دھوپ میں ہم
غم کی پرچھائیاں تلاش کریں

ہو نہ تفریقِ رنگ و نسل جہاں
ایک ایسا جہاں تلاش کریں

حُسن کی اس شگفتگی کو میتنک
گلستاں گلستاں تلاش کریں

جھُوٹ کا دُنیا میں اونچا نام ہے
اور سچ تو ہر طرح بد نام ہے

تھا کبھی جو روشنی کا مُنتظر
اب اندھیروں میں وہی گمُنام ہے

توڑ دے رادھا یہ بندھن لاج کے
آج تیرے سامنے گھنشیام ہے

نام جو اپنے وطن کو دے گیا
اس وطن میں آج وہ بے نام ہے

پیار میں کیوں چین مِل پاتا نہیں
عاشقوں کو کب یہاں آرام ہے

کبھی شادمانی کبھی غم مِلے ہیں
محبت میں ہر دم یہی سلسلے ہیں

چلے آؤ سیرِ چمن کو کسی دن
گلستاں مہکتا ہے اور گُل کِھلے ہیں

زمانہ ستم پہ ستم ڈھا رہا ہے
مگر دیکھ لیجے مِرے لب سِلے ہیں

قیادت میں میری جو نکلے تھے گھر سے
بہت دُور مجھ سے وُہی قافلے ہیں

گھٹن، درد، آنسو، تڑپ، اضطرابی
مبینک اب وفاؤں کے یہ بھی صِلے ہیں

وہ تصور میں آگئے ہوتے
میری ہستی پہ چھاگئے ہوتے

رشک کرتے نصیب پر کیا کیا
ہم اگر اُن کو بھاگئے ہوتے

گرمیٔ عشق اور بڑھ جاتی
ان کا پہلو جو پاگئے ہوتے

اپنی تقدیر بھی سنور جاتی
ان کا غم ہم جو پاگئے ہوتے

ہم کو شکوہ نہ کوئی ہوتا مینک
وہ جو وعدہ نبھاگئے ہوتے

دیر میں ہے نہ کسی محفلِ گلفام میں ہے
میرے ہر درد کا درماں تو مرے جام میں ہے

گو کہ دل قید تری زلفِ سیاہ فام میں ہے
پھر بھی یوں شاد ہے جیسے بڑے آرام میں ہے

مست ہے جام و سبو جھوم رہا ہے ساقی
کس قدر تیزئ مستی مئے گلفام میں ہے

ڈھونڈنے والو نہ ڈھونڈو مجھے آغاز میں تم
ذکر میرا مرے افسانوں کے انجام میں ہے

میرے پینے کے لئے عرش سے آئی ہے میکنگ
یہ جو اک آتشِ سیّال مرے جام میں ہے

کون ہے جو رہ گزاروں میں بہکتا جائے ہے
خوشبوؤں سے اُس کی اک عالم مہکتا جائے ہے

ڈھونڈنا کیا خود بہ خود چل جائے گا اُس کا پتہ
اُس کے کوچے سے جو نکلا ہے مہکتا جائے ہے

جب تمہارے گیسوؤں کا سایہ ملتا ہے تو پھر
زندگانی کا فرشتہ بھی چہکتا جائے ہے

کچھ عجب آیا ہے اب کے زندگانی پر نکھار
پھول بھی انگار کی صورت دہکتا جائے ہے

تم بھی ان کی نذر کردو اے مینکؔ اپنی حیات
جس کو اُن کا غم ملا ہے وہ لہکتا جائے ہے

ہوا محسوس یوں جیسے قیامت سر پہ آئی ہے
ذرا سی بھی مُحبت کا فرنے جو چلمن اٹھائی ہے

ہمیں ساون کا وہ موسم سُہانا یاد آتا ہے
گھٹا زلفوں کی جب گھِر کر ترے شانوں پہ آئی ہے

گماں ہم کو ہوا جیسے کہ گلشن میں بہار آئی
مہک لے کر ہوا جس دم تری زلفوں کی آئی ہے

خدا کا شکر ہے بے پردہ وہ آئے تصوّر میں
بڑی مدت میں ہم نے پیار کی سوغات پائی ہے

میتنگ آئے ہیں اب وہ پرسشِ احوال کو میری
کلی اُمید کی دَورِ خزاں میں مسکرائی ہے

غم کی چادر بچھا کے بیٹھیں گے
آپ سے دِل لگا کے بیٹھیں گے

بات جب وہ کریں گے فُرقت کی
دردِ دل ہم چھُپا کے بیٹھیں گے

راہ کی تیرگی مٹانے کو
دِل ہم اپنا جلا کے بیٹھیں گے

مجھ پہ اِلزام جب کبھی آئے گا
لوگ سب دُور جا کے بیٹھیں گے

جب سُنیں گے وہ داستانِ مبینک
شرم سے سر جھکا کے بیٹھیں گے

یہ کیسا سویرا ہے ہم کیا کریں
ہر اک سو اندھیرا ہے ہم کیا کریں

جسے راہبر ہم نے سمجھا تھا وہ
ستم گر لٹیرا ہے ہم کیا کریں

نکلنا بھی چاہیں تو ممکن نہیں
شبِ غم کا گھیرا ہے ہم کیا کریں

ہے سکھ دکھ کی پرچھائیوں میں مگن
یہ من ہی چیترا ہے ہم کیا کریں

ہماری خوشی پہ میڈنک آج بھی
وہی غم کا پہرہ ہے ہم کیا کریں

دار تک اُن کے قدم جاتے نہیں
جو حقیقت کو سمجھ پاتے نہیں

جن کے دل پر نفرتوں کا راج ہے
گیت اُلفت کے کبھی گاتے نہیں

جو رضا میں تیری راضی ہیں کبھی
بل بھی پیشانی پہ وہ لاتے نہیں

پیار تو مجھ کو وہ کرتے ہیں مگر
پیار کا اظہار فرماتے نہیں

ہو گئی ہم سے خطا شاید میتنگ
ورنہ وہ یوں روٹھ کر جاتے نہیں

در سے اٹھ کر کہیں اب نہ جائیں گے ہم
جو ہے رسمِ وفا وہ نبھائیں گے ہم

ہم کو موقع ملا تو اُنہیں بزم میں
اپنا افسانۂ غم سُنائیں گے ہم

ریت پر نام لکھ لکھ کے اُن کا یوں ہی
ہو کے بے چین خود ہی مٹائیں گے ہم

رنگ لائے گی اک دن ہماری وفا
بھولنے پر بہت یاد آئیں گے ہم

اُن کی راہوں میں تابندگی کے لئے
اے مینک اپنے دل کو جلائیں گے ہم

حسین چاند نہیں خوشنما گلاب نہیں
تُو لاجواب ہے تیرا کوئی جواب نہیں

جو ایک بار پیئے تو نشہ نہیں اُترے
شرابِ عشق سے بڑھ کر کوئی شراب نہیں

تمہارا جسم ہے ایسا کہ جیسے تاج محل
تمہارے جیسا جہاں میں کہیں شباب نہیں

شراب، حُسن، اُدا، زُلف، سُرمئی آنکھیں
میتنک اِن کا جہاں بھر میں تو جواب نہیں

چلے آؤ چلے آؤ سہانی رات جاتی ہے
قضا آنے کو ہے اب زندگی کی بات جاتی ہے

کہیں ایسا نہ ہو جلتے رہیں ہم آتشِ غم میں
بدلنے کو ہے موسم اور اب برسات جاتی ہے

وہ سُوکھے پھُول جو اپنی محبت کی نشانی تھے
ہوا اب جبین کے مجھ سے یہی سوغات جاتی ہے

نہیں ہوتے ہو تم تو زندگی گردش میں ہوتی ہے
چلے آتے ہو تم تو گردشِ حالات جاتی ہے

جلا کر داغ بیٹھا ہے مینک اس بھیگے موسم میں
چلے آؤ کہ یہ ساون کی بھیگی رات جاتی ہے

ہر قدم پر ہے اندھیرا کیا کریں
دُور ہم سے ہے سویرا کیا کریں

وقت کے ہاتھوں ہوئے بے خانماں
وقت ہے اپنا لُٹیرا کیا کریں

جو ہمیں آشا دلاتے تھے کبھی
اُن کو مایوسی نے گھیرا کیا کریں

ایک پل کی بھی نہیں جس کو خبر
وہ کہے سب کچھ ہے میرا کیا کریں

اپنا اپ کوئی نہیں ہے اے میئنک
ہر طرف ہی ہے اندھیرا کیا کریں

وہ میرا دل ہے جو پہلو میں رہ نہیں سکتا
ملے گا تم کو کہاں یہ بھی کہہ نہیں سکتا

وہ میری باہوں میں آئیں نہ آئیں اُن کی خوشی
رہیں وہ غیر کی باہوں میں سہہ نہیں سکتا

بہت گزار دی تیرے بغیر جانِ جہاں
تُو آ بھی جا کہ مَیں اب دُور رہ نہیں سکتا

وہ میرے بن کے کسی کے بھی ہو نہیں سکتے
وہ میرے ہو کے رہیں غیر سہہ نہیں سکتا

مینٹنگ جتنا بھی رونا تھا رو لئے ہیں ہم
اب ایک اشک بھی آنکھوں سے بہہ نہیں سکتا

نظر کی راہ سے دل میں سمائے جاتے ہیں
مرے وجود کی دنیا پہ چھائے جاتے ہیں

میں اس کا اہل نہیں ہوں کرو نہ شرمندہ
فضول آپ مرے ناز اٹھائے جاتے ہیں

خدا کا بندۂ ناچیز ہوں خدا تو نہیں
مرے حضور میں کیوں سر جھکائے جاتے ہیں

جب ان سے عشق کیا ہے تو پھر الم کیسا
اسی یقین کے صدمے اٹھائے جاتے ہیں

یہ بزمِ عشق و محبت ہے اے میکنگ یہاں
ہر اک کو آنکھوں سے ساغر پلائے جاتے ہیں

ہم بھی خوش حال تھے جب اُن سے ملاقات نہ تھی
دن بھی آسان تھے دُشوار کوئی رات نہ تھی

رونا سیکھا ہے تری یاد سے آنکھوں نے مری
اس سے پہلے مری دُنیا میں یہ برسات نہ تھی

اُڑ گئی نیند مری سُنتے ہی تیری باتیں
ورنہ افسانۂ ہستی میں کوئی بات نہ تھی

میری اُلفت کا بدل تو نے تغافل سے دیا
تیرے انداز میں کچھ پیار کی سوغات نہ تھی

مَیں نے ہر گام پہ ہمّت سے لیا کام مینٹک
کب مری راہ میں یہ گردشِ حالات نہ تھی

وہ جفاؤں سے وفاؤں کا صلا دینے لگے
کیا ہمیں دینا تھا اُن کو اور کیا دینے لگے

زخم انگاروں کی صورت بھر دئے دل میں مرے
اور اس پر یہ ستم ہے کہ ہوا دینے لگے

جان لینے پر تُلے رہتے ہیں جو آٹھوں پہر
آج وہ بھی زندگانی کی دُعا دینے لگے

سادگی کا نام دوں اُس کو کہ مَیں سازش کہوں
گھر بُلا کر وہ مجھے اپنا پتہ دینے لگے

اُن کی آنکھوں میں بھی اشکوں کی جھلک تھی اے مینک
جُرمِ اُلفت کی مجھے جب وہ سزا دینے لگے

ہے سر پہ خاک تو پاؤں ہو ہو دیکھو
مری تلاش مرا ذوقِ جستجو دیکھو

تمہارے آنے سے گلشن مہک مہک اٹھا
چمن میں آج تماشائے رنگ و بو دیکھو

نظر نظر میں جگر چاک کر دیا تم نے
ہماری آنکھ سے ٹپکا ہے یہ لہو دیکھو

پیو شرابِ محبت نگاہِ ساقی سے
کبھی نہ بھول کے تم جانبِ سبو دیکھو

دکھائے تھے جو کبھی قیس نے زمانے کو
وہی نظارے میئنگ آج ہو بہو دیکھو

غمِ حیات کا جھگڑا ذرا مِٹا جاؤ
تم اپنا پھول سا چہرا ذرا دکھا جاؤ

شہیدِ ناز ہوں مَیں کُشتۂ محبّت ہوں
لحد پہ میری چراغِ وفا جلا جاؤ

وفا کے نام پہ تسکینِ رُوح کی خاطِر
تم اپنے ہاتھوں سے مَیّت ذرا اُٹھا جاؤ

تمام عُمر تو ترسا ہوں بُوند بُوند کو مَیں
قضا قریب ہے آنکھوں ہی سے پلا جاؤ

بہک نہ جائے سرِ بزم یہ تمہارا میؔنک
تصوّرات کی دُنیا میں آ کے چھا جاؤ

گیسوئے غمِ جاناں کے سنور جائیں گے اک دن
پہلے سے بھی کچھ اور نکھر جائیں گے اک دن

یہ کام بھی ہم دنیا میں کر جائیں گے اک دن
پاتے ہی اشارا ترا مر جائیں گے اک دن

سر اپنے چڑھا رکھا ہے جن پھولوں کو تم نے
وہ پھول بھی مرجھا کے بکھر جائیں گے اک دن

جس باغ میں جاتے ہوئے ڈرتے ہیں ابھی ہم
اس باغ میں بے خوف و خطر جائیں گے اک دن

دنیا میں مہینک آئے ہیں کچھ ان کے لئے ہم
پھر لوٹ کے سب اپنے ہی گھر جائیں گے اک دن

تم نہ نظروں کی جب کرو آشا
کیسے سمجھو گے پیار کی بھاشا

جاگتے میں کبھی پاس آؤ کبھی
سمجھو سپنوں کی کچھ پری بھاشا

کمسنی کا زمانہ بیت گیا
اب محبت کی کچھ پڑھو بھاشا

پیار سے دیکھ لو ہماری طرف
ایک مدت سے ہے یہی آشا

فطرتِ حسن کچھ نہ پوچھ مینک
پل میں تولا تو پل میں ہے ماشا

ترے رُخساروں کے گُل جب بھی مہک جاتے ہیں
دِل میں انگارے محبّت کے دہک جاتے ہیں

اُن کے گیسو جو سرِ شام بکھر جاتے ہیں
ہم نے دیکھا ہے کہ گُلزار مہک جاتے ہیں

جب بھی مل جاتی ہیں اُن آنکھوں سے میری آنکھیں
یک بہ یک جیسے پیالے سے کھنک جاتے ہیں

جادۂ عشق میں آجاتے ہیں ایسے بھی مقام
دِل جہاں دیکھنے والوں کے دھڑک جاتے ہیں

اے میئنک آنکھوں ہی آنکھوں میں پیو بادۂ ناب
کانپتے ہاتھوں سے پیمانے چھلک جاتے ہیں

جام اپنی محبّت کا سرِ عام پِلانا
کاشی کا نہ کعبے کا مجھے خوف دِکھانا

مر جاؤں تو غم میں مرے آنسو نہ بہانا
دو پھول خوشی کے مِری تُربت پہ چڑھانا

تُم دیکھوگے ہو جائے گا اک پل میں شکستہ
آئینہ کسی دن مرا رندوں کو دِکھانا

تُم ہوش اگر میرے اُڑاؤ تو مَیں جانوں
سُنتا ہوں کہ آتا ہے تمہیں ہوش اُڑانا

دُنیا کی طلب تیرا امینؔ اب کرے کیوں کر
تو ساتھ اگر ہے تو ہے ٹھوکر پہ زمانہ

زندگانی کے یہ نشاں دیکھو
کیسے بنتے ہیں آشیاں دیکھو

چلتے چلتے جو کوئی مل جائے
ایسے بنتے ہیں کارواں دیکھو

حُسن اور عشق ساتھ ساتھ ملے
پھر محبت کو تم جواں دیکھو

میرے زخموں سے روشنی لے کر
جگمگاتا یہ آسماں دیکھو

عاشقی میں میتنک دُنیا کی
مٹ گئیں کتنی ہستیاں دیکھو

پھر کسی کو نہ ہوش ہوتا ہے
جب وہ جلوہ فروش ہوتا ہے

لوگ خود ساتھ ساتھ چلتے ہیں
جب طبیعت میں جوش ہوتا ہے

میرے اظہارِ عشق پر یارو
کیوں زمانے کو رُوشؔ ہوتا ہے

حسن ہوتا ہے جب اُداس کبھی
سارا عالم خموش ہوتا ہے

اے مینکؔ آج پھر فدا اُن پر
کوئی خانہ بدوش ہوتا ہے

؎ ۱ رُوش بمعنی غصّہ

چلن خلوص و وفا کا جو عام ہو جائے
خدا گواہ کہ دشمن بھی رام ہو جائے

وہ آ گئے ہیں تو مری جان بھی ہے اُن پہ فدا
الٰہی آج سویرا بھی شام ہو جائے

بھلا اُسے بھی کوئی مُنہ لگائے گا ساقی
جو رند باعثِ رُسوائے جام ہو جائے

وہ رند ہوں جو کبھی دیکھ لوں چمن کی طرف
تو پھُول بادۂ شبنم کا جام ہو جائے

نمازِ عشق کی معراج تو یہی ہے میکنگ
کہ محویت میں جہاں کا امام ہو جائے

دیکھیے وہ آ گئے وہ آ گئے...
کیف بن کر روح و دل پر چھا گئے

ٹوٹ کر گرتے ستارے بھی ہمیں
زندہ رہنے کی ادا سکھلا گئے

ایک مستی سی فضا میں گھل گئی
آج وہ کیسا ترانہ گا گئے

سینکڑوں میں ایک دو ہوں گے کوئی
دین و دنیا کی خبر جو پا گئے

آج شرمندہ بہت ہوں اے مینک
دوست مجھ کو آئینہ دکھلا گئے

اب نہ دل کو سکوں ہے نہ آرام ہے
یہ وفاؤں کا جاں سوز انعام ہے

اُن کے رُخسار و گیسو ہیں پیشِ نظر
کیا نئی صبح ہے کیا نئی شام ہے

حُسن نے سب کو بخشا ہے جوشِ جنوں
عشق تو بے سبب یار و بدنام ہے

کیوں بہکنے کا الزام دیتے ہیں وہ
رُوپ جن کا چھلکتا ہُوا جام ہے

پھر کسی پر تبسم کی بجلی... گری
ہر طرف اے میئنک ایک کہرام ہے

رنگ کیا کیا بدلتی رہی زندگی
اُٹھتی گرتی سنبھلتی رہی زندگی

جسم بے جان تھا ذہن خاموش تھا
بن کے ارماں دھڑکتی رہی زندگی

آرزو کی مچلتی ہوئی تال پر
محفلوں میں تھرکتی رہی زندگی

تم گئے رُوٹھ کے جب سے اے جانِ مَن
بن کے بیوہ سسکتی رہی زندگی

جب وہ جانِ بہاراں میتنک آگیا
پھول بن کے مہکتی رہی زندگی

اُداس اُداس یوں ہی خود کو پا رہا ہوں مَیں
نہ جانے کون سے صدمے اُٹھا رہا ہوں مَیں

بچھڑ کے تم سے یہ محسوس ہو رہا ہے مجھے
کہ اپنی لاش کو خود ہی اُٹھا رہا ہوں مَیں

نہ دن کو چین میسّر نہ رات کو ہے قرار
تمہاری یاد میں ہستی مٹا رہا ہوں مَیں

تمہارے وعدے پہ کرتا ہوں اعتبار اب تک
ہنوز رسمِ وفا کو نبھا رہا ہوں مَیں

کہو یہ گردشِ دَوراں سے دو گھڑی ٹھہرے
میتنک اُن کو تصوّر میں لا رہا ہوں مَیں

اب حقیقت کے سامنے آؤ
کچھ کھلونوں سے دِل کو بہلاؤ

کس لیے دُور دُور رہتے ہو
آؤ آغوش میں مرے آؤ

لوگ نفرت کریں تو کرنے دو
تم تو بس گیت پیار کے گاؤ

تُم مِری زندگی کا مقصد ہو
تُم مِری زندگی پہ چھا جاؤ

جذبۂ عشق کے طفیل میتنگ
عشق میں تم بھی نام کر جاؤ

وہ جو ہنس ہنس کے مِلا کرتے ہیں
لوگ ہیں جو کہ جَلا کرتے ہیں

جن کو معلوم نہیں رسمِ وفا
بے وفائی کا گِلہ کرتے ہیں

جلنے والے بھی ہیں کیا جل جل کر
اپنے ہاتھوں کو مَلا کرتے ہیں

جن کو ہم سے نہیں کوئی نسبت
کیوں اشارے وہ کیا کرتے ہیں

اے میٹنگ ایسے بھی ہو یا گے کچھ لوگ
دردِ دِل کی جو دَوا کرتے ہیں

مسافر گیت گاتا جا
خوشی میں مسکراتا جا

یہی ہے زندگی پیارے
تو ہنستا جا ہنساتا جا

تجھے مل جائے گا رستہ
قدم آگے بڑھاتا جا

گھروندے آرزوؤں کے
بناتا جا مٹاتا جا

تو پرچم عشق کا لے کر
میئنک اونچا اُٹھاتا جا

دل میں چراغِ عشق جلائے ہوئے ہیں ہم
اس گھر کو آج طور بنائے ہوئے ہیں ہم

تاثیر ہی کہیں گے محبت کی دوستو
اُن کا ہر ایک ناز اُٹھائے ہوئے ہیں ہم

بیمارِ عشق پر بھی نظر ڈال دیجئے
چشمِ کرم کی آس لگائے ہوئے ہیں ہم

ہر وقت آپ خوش رہیں پھولیں پھلیں یوں ہی
دستِ دُعا ازل سے اُٹھائے ہوئے ہیں ہم

اظہارِ عشق کی نہیں جرأت تو کیا میںنک
اُن کے نفس نفس میں سمائے ہوئے ہیں ہم

خامشی جب پیام ہو جائے
بے زبانی کلام ہو جائے

آج محفل میں آرہے ہیں وہ
کم ہے جو احترام ہو جائے

اُن کی آنکھوں سے مل گئیں آنکھیں
آنکھوں ہی میں کلام ہو جائے

زُلف سنورے تو صُبح کی آمد
زُلف بکھرے تو شام ہو جائے

اب تصوّر ہی میں میتنک اُن سے
کیوں نہ جُھک کر سلام ہو جائے

ترے ہاتھوں میں دل کا ساز ہو گا
تو عالم گوش بر آواز ہو گا

یہ میرا جذبۂ دل کہہ رہا ہے
اُنہیں پردے میں بھی کچھ ناز ہو گا

وہ رونے کی جگہ جو ہنس دیے ہیں
تو اِس انداز میں بھی راز ہو گا

وہ جا کر دُور پھر کچھ پاس آئیں
ہمیں قسمت پہ اپنی ناز ہو گا

یگانگ ایسا بھی دن آئے گا اک دن
یہ سازِ دل بھی بے آواز ہو گا

کمالِ عشق ہے کیا ہو گیا ہے
ہر اک ارمان دِل کا سو گیا ہے

مری جانب جو آتا جا رہا تھا
نہ جانے کس جگہ وہ کھو گیا ہے

ذرا پاکیزگی اس کی تو دیکھو
لہو سے ہاتھ اپنے دھو گیا ہے

مجھے کوئی پتا اُس کا بتا دے
مرے دِل سے نکل کر جو گیا ہے

کسی کے عشق میں برباد ہوں مَیں
محبّت کا صِلہ مِل تو گیا ہے

میئنک اپنا نہیں دُنیا میں کوئی
جو اپنا تھا وہ کب کا کھو گیا ہے

حسن جو بے نقاب ہو جائے
عشق پھر کامیاب ہو جائے

عشق ناکامیاب ہو جائے
دل کا خانہ خراب ہو جائے

تیرے جلوے جو عام ہو جائیں
گہن میں آفتاب ہو جائے

مست نظروں سے دیکھ لے تو اگر
زندگانی شراب ہو جائے

ان پہ مر جاؤں میں میتنگ اور بس
آہ ان کا جواب ہو جائے

زندگانی کا سفر ہے کیا کریں
کاٹنا یہ عمر بھر ہے کیا کریں

رات دن ملنے کی کرتے ہیں دعا
ہر دعا ہی بے اثر ہے کیا کریں

آنکھ دھرتی پر ٹھہرتی ہی نہیں
آسماں پر ہر نظر ہے کیا کریں

جا نہیں سکتی کبھی دل کی خلش
تیروں سے چھلنی جگر ہے کیا کریں

گلستاں کی بات مت پوچھو مینک
ہر کلی کی آنکھ تر ہے کیا کریں

محبت کا تری حق دار ہوں میں
ترا ہی پیار ہوں اقرار ہوں میں

جنونِ عشق کا ایسا اثر ہے
تمہارے پیار میں بے زار ہوں میں

مجھے اپنا بنا لے میرے ہم دم
ترا عاشق ترا بیمار ہوں میں

یہ حالت جن کی فرقت میں ہوئی ہے
وہ کہتے ہیں بہت بیمار ہوں میں

مینک اچھا کوئی کیا کر سکے گا
کسی کے عشق میں بیمار ہوں میں

تصوّر میں محبّت کا اثر دیکھیں گے
آج شانے پہ کسی شوخ کا سر دیکھیں گے

ہم نہ دیکھیں گے اگر پیار کی رُسوائی ہے
اور جو دیکھیں گے بہ اندازِ دگر دیکھیں گے

آنکھ ہے اُن کی چمکتے ہوئے ہیرے کی کنی
روشنی کے لئے ہم ان کی نظر دیکھیں گے

بام پر آج سرِ شام وہ آئیں گے نظر
چاند نکلے گا جدھر، ہم بھی اُدھر دیکھیں گے

ایسا لگتا ہے محبّت میں کسی روز مینک
ایک ہی وقت میں ہم شمس و قمر دیکھیں گے

تمہاری راہ میں سجدے کیئے بہاروں نے
تمہارے نقشِ قدم چومے ہیں ستاروں نے

ترے سوا نہیں اے دوست کوئی بھی میرا
کہ ساتھ چھوڑ دیا اب تو غم گساروں نے

ہوا ڈبونے پر آمادہ جب کوئی طوفاں
تو بڑھ کے تھام لی کشتی مِری کناروں نے

نظر نہ آئے ہو تم آج تک کہیں لیکن
تمہیں پکارا ہے ہر گام دِل فگاروں نے

مِلا گلوں سے نہ کلیوں سے آج تک اے متینؔ
جو پیار ہم کو دیا ہے چمن کے خاروں نے

نظروں سے دُور سارے نظارے چلے گئے
چھپنے لگا جو چاند تو تارے چلے گئے

مَیں تو نگاہِ یار کے تیور میں کھو گیا
وہ تیر میرے دِل میں اُتارے چلے گئے

تیرے بغیر سانس بھی لینا مُحال ہے
ہم ہیں کہ پھر بھی وقت گزارے چلے گئے

تم نے پلٹ کے دیکھا نہ آواز دی ہمیں
ہم ہر نفس تمہیں کو پکارے چلے گئے

تنہائیوں کی نذر ہوئی زندگی مینک
وہ کیا گئے کہ دل کے سہارے چلے گئے

زلفِ پیچاں مہک مہک جائے
میری محفل مہک مہک جائے

مست نظروں کے اک اشارہ پر
آتشِ دل دہک دہک جائے

ترچھی نظروں سے وہ جو دیکھیں کبھی
دل ہمارا لہک لہک جائے

اُن سے بادِ صبا جو چھیڑ کرے
زُلفِ مشکیں بہک بہک جائے

چوڑیوں کی کھنک ہے ایسی کھنک
جیسے مینا چہک چہک جائے

دُور تک سُرمئی اندھیرا ہے
تیری یادوں نے آ کے گھیرا ہے

جس تصوّر میں کھو گیا ہوں مَیں
اس تصوّر میں رنگ تیرا ہے

لاکھ غم ہے تو کیا، یقیں ہے مجھے
رات کی انتہا سویرا ہے

مَیں ہوں گلشن پرست اے صیّاد
میرا ہر شاخ پر بسیرا ہے

اے مینک آج میری ہستی کو
گردشِ دو جہاں نے گھیرا ہے

اب تو اُن سے نگاہیں ملائیں گے ہم
غم نہیں چوٹ پر چوٹ کھائیں گے ہم

تم ہمیں بھولنے کی جو کوشش کرو
تم کو ہر حال میں یاد آئیں گے ہم

اُن کے رُخسار سے لے کے کچھ روشنی
انجمن انجمن جگمگائیں گے ہم

آج غربت کی تم بات کرنا نہیں
دل کی مسند پہ تم کو بٹھائیں گے ہم

اے میّنک اور بڑھ جائے گی چاندنی
چاند کی طرح جب مسکرائیں گے ہم

پاس آکر اب نہ یوں شرمائیے ترسائیے
طالبِ دیدار ہوں دیدار تو دے جائیے

آپ کو معلوم ہو جائے گی میری بات بھی
کم سے کم کچھ حال اپنے دل کا بھی فرمائیے

اُنگلیوں سے ریت پر اب نام لکھ لکھ کر مرا
خود مری تقدیر لکھیئے خود مٹاتے جائیے

آئیے تیرِ نگاہِ تیز لے کر آئیے
چھید کر سینہ ہمارا زخمِ دل چمکائیے

درد کی لذّت کا لینا ہے مزہ تو لے متینؔ تک
دِل میں اپنے آتشِ مہر و وفا بھڑکائیے

چاند تارے مری راہوں میں بکھر جاتے ہیں
وہ جو آتے ہیں تو حالات سنور جاتے ہیں

تیری نظروں کا کرم ہم پہ جو ہو جاتا ہے
مسکراتے ہوئے دن رات ٹھہر جاتے ہیں

اُن کے دم سے ہیں یہ مستی بھری راہیں روشن
وہ جدھر جاتے ہیں میخانے اُدھر جاتے ہیں

حُسن کی بزم کا دستور تو دیکھے کوئی
اہلِ دِل آتے ہیں اور اہلِ نظر جاتے ہیں

اور کا اور نظر آتا ہے ماحول مینکؔ
لیلیٰ وقت کے گیسو جو سنور جاتے ہیں

کئی ارماں ہرے دل میں مچل کر رہ گئے یارو
وہ آئے تو لبِ فریاد بسمل کر رہ گئے یارو

کئی ارمان دِل میں تھے مگر نکلے نہیں اب تک
فقط آنکھوں سے آنسو کچھ نکل کر رہ گئے یارو

انہیں بھی یاد کر لینا ذرا جشنِ مسرّت میں
جو پروانے وفا کی لَو پہ جَل کر رہ گئے یارو

کوئی بھی موت سے ٹکّر نہ لے پایا زمانے میں
کئی جاں باز اپنے ہاتھ مَل کر رہ گئے یارو

ہمارا کیا ہے ہم تو پائے ہمّت توڑ بیٹھے ہیں
میتنک ایسے بھی تو دوگام چل کر رہ گئے یارو

آکے میری آنکھوں سے نیند کبھی اُڑاتے ہیں
جب اُنہیں بھلاتا ہوں یاد اور آتے ہیں

جن کی یاد کے غنچے دِل میں ہم کھلاتے ہیں
وہ تو بس نگاہوں سے بجلیاں گراتے ہیں

ہم کو غم کی دُنیا سے اس قدر محبت ہے
آنسوؤں سے ہم اپنی انجمن سجاتے ہیں

نام اُن کا ہوتا ہے دہر میں امر یارو
عشق میں جو ہنس ہنس کے جان تک لٹاتے ہیں

وہ کبھی تو سمجھیں گے غم کے اس فسانے کو
جن پہ ہم مینک اپنی ہر خوشی لٹاتے ہیں

حسین کتنے ہیں اُن کا شباب کیا کہئے
وہ لاجواب ہیں ان کا جواب کیا کہئے

نقاب رُخ سے اُٹھائی تو یوں ہوا محسوس
گھٹا سے نکلا ہو اک ماہتاب کیا کہئے

اُسے جو دیکھے بہک جائے میرا دعویٰ ہے
وہ آنکھ ہے کہ ہے جامِ شراب کیا کہئے

جو دیکھے دیکھتا رہ جائے بس خُدا کی قسم
ابھی سے اُن کی بہارِ شباب کیا کہئے

بہار دیکھ کے شرمائے اے مینک جسے
لبوں پہ اُن کے وہ رنگِ گلاب کیا کہئے

جب بھی کلیوں پر جوانی آ گئی
اک بہارِ شادمانی آ گئی

مِٹتا جاتا ہے شرافت کا نشاں
غاصبوں کی حکمرانی آ گئی

جذبۂ اُلفت کا ہے یہ تو فسوں
ٹھہرے دریا میں روانی آ گئی

خط ملا ہے اُن کا آنا ہے محال
شُکر ہے کچھ تو نشانی آ گئی

کہتے کہتے ہم کو اک دن اے میتنگ
داستاں اپنی سُنانی آ گئی

ہمیں کو اہلِ ستم آزمائے جاتے ہیں
زمانے بھر کے ستم ہم پہ ڈھائے جاتے ہیں

تمہارے نام سے منسوب پائے جاتے ہیں
جہاں بھی گیت مرے گنگنائے جاتے ہیں

حنائی اُنگلیاں اپنی دبا کے دانتوں میں
نہ جانے کس لئے وہ مُسکرائے جاتے ہیں

خدا کرے نہ ملے ان کو بھی سکونِ دل
جو نیند آنکھوں سے میری اُڑائے جاتے ہیں

مِٹانک بڑھ کے بُجھا دو یہ نفرتوں کے چراغ
اُجالے پیار کی بستی جلائے جاتے ہیں

داستاں پیار کی آنکھوں سے بیاں ہوتی ہے
یہ حقیقت ہے کہ نظروں کی زباں ہوتی ہے

عشق میں حسن سما جائے یہ ممکن ہی نہیں
ایسی تقدیر محبت کی کہاں ہوتی ہے

پیار کرتے بھی رہو اور تڑپتے بھی رہو
ایسی الفت ہی زمانے میں جواں ہوتی ہے

گیلی لکڑی کی طرح بجھتا سلگتا ہی رہوں
حد مری سوزشِ پنہاں کی کہاں ہوتی ہے

میں نہیں چاند ستارے بھی یہ کہتے ہیں میتنک
پاس وہ ہوں تو ہر اک رات جواں ہوتی ہے

کہاں ناز و ادا نے مار ڈالا
مجھے میری وفا نے مار ڈالا

مسیحا کی مسیحائی کے صدقے
ہمیں خوفِ قضا نے مار ڈالا

حسینوں کا کرم دیکھو کہ ہم کو
محبت کے بہانے مار ڈالا

بُتوں کو دوش کیا دیتے جہاں ہیں
ہمیں تو بس خدا نے مار ڈالا

گِلہ کس سے کروں کس کا کروں
مبتنگ اس بے وفا نے مار ڈالا

اس طرح بھی اُن کے جلوے چشم و دل پر چھا گئے
چاند نکلا تو یہ دُنیا نے کہا وہ آ گئے

اُن کی بزمِ ناز میں بیٹھے تھے اُن کے آس پاس
مجھ کو جب دیکھا مرے احباب کچھ شرما گئے

یوں ہوا محسوس جیسے چھا گئی ہوں بدلیاں
اُن کے گیسو جب فضاؤں میں کبھی لہرا گئے

مرتے دم تک ہم نے رکھا اپنی اُلفت کا بھرم
آپ تو جامِ محبت ہر طرف چھلکا گئے

کھو گئے ہم پھر نہ جانے کس جہاں میں اے مینک
دَورِ ماضی کے فسانے جب گھڑی یاد آ گئے

کامیابی نہ کامرانی ہے
کتنی بے فیض زندگانی ہے

میں نے کھایا ہے داغ جو دل پر
وہ مرے پیار کی نشانی ہے

جس میں جذبہ نہیں ہو مٹنے کا
وہ جوانی بھی کیا جوانی ہے

آپ کہتے ہو مجھ کو دیوانہ
آپ کی یہ بھی مہربانی ہے

اے مینگ آج آکے دیکھ بہار
چاندنی رات کیا سہانی ہے

کلی نے پھول نے خاروں نے انتظار کیا
تمام رات ستاروں نے انتظار کیا

ہمارا ذکر بھی آیا نہ محفلوں میں کبھی
مگر تمہارا ہزاروں نے انتظار کیا

جھکی جھکی سی نظر کیوں نہیں اٹھی آخر
مری نظر کے اشاروں نے انتظار کیا

یہ بات اور ہے ہم روشنی کو ترسے ہیں
مگر ہمارا ستاروں نے انتظار کیا

میٹنگ میں تے سہاروں سے پھیر لی نظریں
ہزار بار سہاروں نے انتظار کیا

غم ضروری سہی زندگی کے لئے
غم کی دولت نہیں ہر کسی کے لئے

اپنی آنکھوں میں سورج چھپائے ہوئے
ہم بھٹکتے رہے روشنی کے لئے

زندگی وہ جو غیروں کے کام آسکے
زندگی تو ہے بس زندگی کے لئے

بڑھ کے ڈھا دے یہ تاریکیوں کے ستوں
دل جلا راہ میں روشنی کے لئے

اے میکنگ اب تیرے سجدے ہوں گے قبول
سر جھکا یار کی بندگی کے لئے

تم نے آنکھوں کے ساغر پلائے
اور ہمارے قدم لڑکھڑائے

ایک دن اُن سے آنکھیں ملیں تھیں
عمر بھر ہم نے آنسو بہائے

اپنی آنکھوں سے اتنی پلا دے
زندگی بھر نہ پھر ہوش آئے

دشمنوں نے تو الزام بخشے
دوستوں نے فسانے بنائے

نام سنتے ہی میرا کسی نے
بد دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے

کہہ رہی ہے چکوری چہک کر
اے پتنگ آج کوئی نہ گائے

ہمیں بھول کر تم دکھاؤ تو جانیں
نہ ہم کو کبھی یاد آؤ تو جانیں

تمہیں ہم بھلا دیں یہ ممکن نہیں ہے
مگر یاد تم بھی نہ آؤ تو جانیں

محبت میں خود کو مٹایا ہے لیکن
نشانِ محبت مٹاؤ تو جانیں

نظر سے گرانا تو آساں ہے لیکن
نگاہوں پر اپنی چڑھاؤ تو جانیں

میکش آج اُلفت کی بازی کو ہارا
یہ احساس ہم کو دلاؤ تو جانیں

مرے پاس آؤ نگاہیں ملاؤ
مجھے بھی شرابِ محبت پلاؤ

کسی دن مرے ظرف کو آزماؤ
مرے دل پہ نظروں کے خنجر چلاؤ

اگر لطف لینا ہے شامِ اَلم کا
مری طرح پلکوں پہ تارے سجاؤ

زمیں سے فلک تک تمہیں ڈھونڈتا ہوں
چھپے ہو کہاں کچھ پتہ تو بتاؤ

میتنگ آبروئے وفا ہے اسی میں
کہ اب صورتِ شام جلتے ہی جاؤ

جب کبھی ہم انہیں بھلاتے ہیں
یاد وہ بار بار آتے ہیں

ہم خوشی کی طرف جو جاتے ہیں
غم کے سائے اُبھر کے آتے ہیں

جب کبھی ہم مے کو مُنہ لگاتے ہیں
جام میں عکس اُن کا پاتے ہیں

اُن کو اپنا کہوں تو رسوائی
بھولتا ہوں تو یاد آتے ہیں

اُن کے ہمراہ دن جو گزرے تھے
کیوں مینک آج یاد آتے ہیں

جگر میں دردِ محبّت چھپائے بیٹھے ہیں
کسے بتائیں کہ ہم چوٹ کھائے بیٹھے ہیں

ہزار جان سے قرباں میں اُنکی آنکھوں پر
جو میری آنکھوں سے نیندیں چرائے بیٹھے ہیں

سمجھ میں کچھ نہیں آتا جواب کیا ہو گا
سوال بن کے وہ دل میں سمائے بیٹھے ہیں

انہیں نہ پاسِ محبت ہے اور نہ پاسِ وفا
ہم اُن کے پیار میں ہستی مٹائے بیٹھے ہیں

میٹنگ آنا ہے ان کو ضرور آئیں گے
دیئے امیدوں کے ہم بھی جلائے بیٹھے ہیں

وہ کبھی ہم سے وفا کرتے نہیں
ہم مگر اُن سے گلہ کرتے نہیں

دوستی کی بات کرتے ہیں مگر
دوستی کا حق ادا کرتے نہیں

کٹ گئی جو عُمر ان کے پیار میں
ہم تو کچھ اس کا گلہ کرتے نہیں

درد جن کے دل میں ہوتا ہے میتنک
وہ کسی کا بھی بُرا کرتے نہیں

خود کو اب بامِ مُسرّت سے گرانا ہوگا
غم کی دُنیا میں مجھے لوٹ کے آنا ہوگا

کر کے اظہارِ محبّت ہوا رُسوائے جہاں
اب ترا پیار زمانے سے چھپانا ہوگا

ہو چکا جو بھی ترے پیار میں ہونا تھا مگر
دِل کو اب ضبط کا احساس دلانا ہوگا

دُور کرنے کو شبِ غم کے اندھیرے اے دوست
اپنی پلکوں پہ ستاروں کو سجانا ہوگا

اُن کی محفل سے ہیتنک آج نہ اُٹھنا ہرگز
ساری دُنیا میں کہیں بھی نہ ٹھکانا ہوگا

یوں نہ رہ رہ کر ہمیں تڑپائیے
آئیے اب تو قریب آ جائیے

بھول جانا خود کو آساں ہے مگر
کیسے بھولیں آپ کو بتلائیے

کر کے گُل سب نفرتوں کی مشعلیں
پیار کی شمع جلاتے جائیے

اب جدائی دشمنِ جاں بن گئی
خواب میں آ کر گلے لگ جائیے

ہو گئی روٹھے ہوئے مدت مینک
اب لبوں پر مسکراہٹ لائیے

کلی نے گُل نے بہاروں نے انتظار کیا
تمہارا شب کے ستاروں نے انتظار کیا

تمہارے آنے کی اُمید پہ کھلیں کلیاں
مہکتے گُل کی قطاروں نے انتظار کیا

ہمارے ساتھ ستارے بھی رات بھر جاگے
سہارا دے کے ستاروں نے انتظار کیا

تمام رات گزاری ہے لہریں گِن گِن کر
تڑپ تڑپ کے کناروں نے انتظار کیا

میٹنگ آئے نہ محفل میں تم تو محفل میں
ہمارے ساتھ ہزاروں نے انتظار کیا

دیکھ کر دَورِ جام چلتا ہُوا
گر گیا پھر کوئی سنبھلتا ہُوا

ایسے ٹھہرا ہے اشک پلکوں پر
جیسے کوئی چراغ جلتا ہُوا

چل محبّت کی راہ میں اے دِل
زندگانی کا رُخ بدلتا ہوا

تیری فرقت میں مجھ کو لگتا ہے
میرا سایہ مجھے نگلتا ہوا

چھوڑ آئے ہیں اُن کی محفل میں
اے میتنگ اک سوال جلتا ہوا

غمِ جاناں کو پا کر دل ہمارا شاد ہوتا ہے
یہ گلشن تو خزاں کے دور میں آباد ہوتا ہے

رہِ اُلفت میں جو مٹتے ہیں وہ اکسیر ہوتے ہیں
وہ خوش قسمت ہے جو اس راہ میں برباد ہوتا ہے

نکل جاتی ہے خوئے آدمیت جن کے ذہنوں سے
انہیں میں سے کوئی نمرود اور شدّاد ہوتا ہے

ہر اک پنچھی کو رکھتا ہے قفس میں پیار سے لیکن
مگر کچھ بھی کہو صیّاد پھر صیّاد ہوتا ہے

کھڑے ہیں اے میتنک اربابِ اُلفت منتظر سارے
زبانِ ناز سے جانے کیا ارشاد ہوتا ہے

اُنہیں ہماری وفاؤں پہ اعتبار نہیں
مگر یہ کیسے کہیں اُن کو ہم سے پیار نہیں

ہنوز ہم پہ عنایت نہ ہو سکی اُن کی
ہمارے جیسا جہاں میں گناہ گار نہیں

خوشی کے ساتھ اَلم کا اٹوٹ رشتہ ہے
خزاں کو ساتھ نہ لائے تو وہ بہار نہیں

گُل اور خار کا ہے ساتھ چولی دامن کا
جُدا گلوں سے رہے ایسا کوئی خار نہیں

نظر کے تیر کی خواہش ہے سب کو دُنیا میں
میتنک تیر وہ کیا جو جگر کے پار نہیں

ہم ترے عشق میں ہستی سے گزر جائیں گے
موت کی راہ نہیں دیکھیں گے مر جائیں گے

قافلے والے سمجھ لیں گے کہ منزل ہے یہی
ہم جو اے دِل کہیں رستے میں ٹھہر جائیں گے

ہم فنا ہو کے بھی قدموں میں رہیں گے تیرے
خاک بن کر تری راہوں میں بکھر جائیں گے

میری تقدیر کی تصویر بدل جائے گی
اُن کے بکھرے ہوئے گیسو جو سنور جائیں گے

بس یہی فکر شب و روز ستاتی ہے مینک
اُن کے در سے جو اُٹھیں گے تو کدھر جائیں گے

ناؤ طوفاں میں ہے میری اور کنارا دُور ہے
دسترس سے میری قسمت کا ستارا دُور ہے

تھا ہمیں بھی ان کی قربت کا شرف حاصل کبھی
کیا بتائیں ہم سے جب دلبر ہمارا دُور ہے

کیا بتا سکتا ہے کوئی ان کے چہرے کا جمال
دیکھنے والوں کی نظروں سے نظارا دُور ہے

سیکڑوں دِل ہیں کہ جن کو اُن کی قُربت ہے نصیب
ایک میرا دِل ہے جو قسمت کا مارا دُور ہے

بے سہاروں میں تم اپنا نام لکھوا لو میتنک
کیوں کہ اب تو تیرے جینے کا سہارا دُور ہے

یہ جہاں یہ جہاں یہ جہاں
خوں چکاں خوں چکاں خوں چکاں

گل جو مہکا مہکنے لگا
گلستاں گلستاں گلستاں

بن کے آیا ہے گلچیں یہاں
باغباں باغباں باغباں

تو ملے راہ میں تو بنے
کارواں کارواں کارواں

سُن بھی تو اے مینگ اپنوں کی
داستاں داستاں داستاں

دل میں جب اُن کی یاد آتی ہے
آنکھوں آنکھوں میں رات جاتی ہے

چاند اپنی ڈگر پہ جاتا ہے
چاندنی دِل مرا جَلاتی ہے

چاند تاروں کو مُرمُریں شب میں
شمعِ اُمید جھلملاتی ہے

اے ہواؤ مجھے بتا دو ذرا
راہ جو اُن کے در کو جاتی ہے

چلتے رہنا ہے اے میتنکؔ مجھے
زندگی بس یہی سِکھاتی ہے